

آنکھیں اس کی آنکھوں میں ملادیں؟“  
اسٹورٹ: اگر تمہاری ہی مشاہدے اور تم پفید ہو تو میں ہر طرح  
تمہارے لئے حاضر ہوں؟“

وینی فروٹ: تو سنئے میں نے اس شخص سے شادی کا وعدہ کیا ہے جو  
سیرے ساتھ پچین سے اسی پیپل ہرست گاؤں میں کھیلتا رہا  
ہے۔ اور یہ ان ایام کا ذکر ہے جب تم جوان تھے۔ اور جو اندر دوں کے  
کامِ ہندوستان میں کرتے تھے۔ یہ اس نے خوشامد اناہ کہا۔ کیونکہ  
اس کو اس ۲۵ سالہ کا بھی اس ضلع میں خیال تک بھی نہ ہوا تھا  
درحالیکہ وہ بینٹ برس کی تھتی۔

اسٹورٹ: دو اور دو ملائیں تو چار ہوتے ہیں۔ شاید تم اُسی پادری  
لانگڈن ٹرینگھم کا ذکر کر رہی ہو۔ جو آج کے واقعہ کے بعد ٹبے پادری  
کی جگہ کا مستحق ہے؟“

وینی (نے خوف زدہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔)  
ہاں وہ لانگڈن ہی ہے۔ جو اس قدر خوش اخلاق ہے کہ اگر تمہاری  
اس سے ملاقات ہو جائے تو تم فوراً ہی اسے پسند کرنے لگو گے۔ وہ سرے  
میں خود ہی چاہتی ہوں کہ تم اس سے اخلاص پیدا کرو۔ خواہ  
سیری ہی خاطر تھیں ایسا نہ کیوں کرنا پڑے۔

اسٹورٹ: ہر فانی سے عزیزوں کی طلبائیہ عقدہ  
نہ تم کسی کے جہاں میں نہ بھارا کوئی

جس کے جواب میں وینی نے اس کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ تو نہ کھینچا۔ مگر زار و قطار روئے لگی۔ سیزنکہ پنہ کبھی آس کے خواب و خیال میں بھی نہ آیا تھا کہ اس کلپ چمڑا بھائی جو دور دراز ملکوں میں رہتا ہے اس کا گردیدہ، وینی فرڈ۔ ہمکیاں لیتی ہوئی۔ آہ پیارے میں تمہاری اس قدر مشتاق ہوں کہ مجھے جواب و نیبا بھی ناگوار گذرتا ہے۔ مجھے سخت رنج موتا بے میں نے کبھی آج تک تمہارا خیال اس ضلع میں نہیں کیا۔ اور نہ اب کبھی کر سکتی ہوں۔ اس کی ایک وجہ ہے۔

اسٹورٹ نے پیاری تم روکر کیوں اپنا جی ہلکان کرتی ہو۔ مت رو۔ او۔ یہی اس دلیرانہ گستاخ گفتگو کو معاف کر دے۔ ہائے میں نے اول ہی کیوں نہ سمجھ لیا کہ تم مجھے ایسے قدash کی قسمت میں نہیں ہو۔ ایک قسمت ہے عدو کی کہ دہ خوش ہتھے۔

ایک قسمت ہے ہماری کہ خریں رہتے ہیں وینی فرڈ۔ آنسو پوچھتے ہوئے۔ مجھے اسید ہے کہ تم یہی اس عرکت کو معاف کرو گے اور وجہ بھی سن لو گے؟

اسٹورٹ نے ہاں بخوشی۔ مگر میں یہ کہہ دیا ہوں کہ میں تمہارے تیجہ سے خوش نہ ہوں گا۔ ہائے افسوس۔

نہ کسی کے باع کا پھول ہوں نہ کسی کا حسن قبول ہوں  
نقط ایک مدفضل ہوں مجھے اپنے مرنے کا غم نہیں  
وینی فرڈ۔ مگر یہ تو ایک از بے جسے کیا تم پوشیدہ نہ رکھو گے۔ اور اپی

جُو رہتاں میں شکر خدا ہو تو جانے  
وقتِ قضا نماز ادا ہو تو جانے

## نوال باب تبروں کے درمیان

کہنے لئے یہ مرے دل سے چلے سوئے فلک یا ہمیں آج نہیں یا فلک پیریں  
اس یا دگار اتوار کے دن عصر کے وقتِ اسٹورٹ نے پورے  
دو چرٹ پیئے۔ اور با غیبیہ سے اٹھا اپنے رہائش کے کمرہ میں گیا۔  
اس پر اس کرچا کی داردات کا معہ فوراً ارزو زروشن کی طرح عیاں  
ہو گیا ہوتا۔ اگر اس وقت دینی نے صاف جواب دیکرا سکا دل نہ دکھایا  
ہوتا۔ علاوہ اس کے وہ سب اپنا مال د دولت دینے کو رہنی ہوتا۔ اگر وہ  
اپنے آپ کو اس دارواٹ کے روز بیار آنے سے روک سکتا جس کے  
امیں کی طرح شفاف و صحیح واقعات بتا رہے کہ دینی فڑک کا نازک دل  
عنقریب ہی مکملیت وہ خراشیں اٹھانے والا ہے۔ کیونکہ اگر وہ غلطی  
نہیں کر رہا تھا۔ تو پھر یہ صحیح بھا کہ لڑکی کو آنے والی سنبھیت کی خبر  
کھلتی۔ بلکہ ہی وجہ کھلتی کہ دینی بنت و سماحت اس کو اس بات پر راعب  
کر رہی تھی کہ وہ جس طرح بھی ہو پادری لانگڈھان کی مدد کرے۔  
جبکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کا دل توڑ جھی ہے؟ اسٹورٹ جس کی

بیشک میں تہاری خاطر ایسا ضرور کروں گا۔

وستی فرڈ میں تہاری از حد مشکور ہوں۔ یہ تہاری عین عنایت ہے۔ اور یہہ کہتے ہی اس کی پانہ سے پانچ نکال لیا۔

تشنه لب رکھا صدف کو بوند پاتی کی نہ دی

و بیکھلی ہنے سند ریس ترمی دریا دلی

لیکن جب وہ سرد قدگل اندام سیر ہیوں پر چڑھنکان میں غائب ہو گئی تو اسٹورٹ و میں کھولوں کے تختہ میں ایک تپانی پر بیٹھ گیا۔ اور اپنی جیب سے سگار کیس نکال آئیں سے ایک چرت لے اس کا منہ کترا۔ اور اپنے پتھر مردہ دل سے یوں باتیں کرنے لگا۔

خوب تو اب مجھ سے قول لے گیا ہے۔ کہ میں اس شخص کے ساتھ دستی کروں جو میری دل شکنی اور مجھے از حد رنج دیئے کا باعث ہوا ہے۔ جس نے کہ ظاہر اوقاعات کی رو سے آج صحیح گرجا کے اندر ونی کمرہ میں خود رٹے پادری کو قتل کیا ہے۔ یہ کہا کہ اس نے دیا سلامی جا اپنا چرت سلکا یا ہے

ام نہیں اے آہ تو سار انعامہ ہیج ہے

کپوٹھرے سب کو زیں ہم آسمان ہو کوئی ہو

لیکن اب بہر صورت مجھے دینی فرڈ کی خاطر کوشش کر کے دار دفاتر قتل کے معنہ کو حل کرنا چاہئے۔ جو اس وقت بالکل بچیدہ اور

پُر اسرار ہے۔

راڈرگ نے اچھل کر گھوٹی سے اپنی ٹوپی آتار لی۔ اور کہا آؤ۔ اس تو اکی خاموش عصر کو میں تمہارے ساتھ مدد گار سراغ رسال نگاہ م دے دیں گا۔ اسٹورٹ نے راڈی کے جملہ کا کچھ خیال نہ کیا۔ اکوڈہ دونوں چھاڑیوں دکانیٹے دار راستہ سے گئے کو چلدے۔ راستہ میں اسٹورٹ نے پھر اس خیال کو دو ہرایا کہ آیا داشتی لانگڈن پادری کا قاتل ہے۔ یا کوئی اور۔ لیکن اب وہ اچھے خاصے مخفی میں کھپس گیا تھا۔ جس سے اب وہ بنشکل نکل سکتا تھا۔ باسوائے اس بات کے کہ وہ دینی فرڈ کی مدد کرے۔ اس کے تجربہ نے اسے اپنے معلومات کی بابت خاموشی اختیار کرنا بھی سکھا دیا تھا۔

وہ دونوں ایک پیرانی قسم کی چھوٹی پختہ عمارت (جس پر تمام بیز بیل پہلی ہونی لختی) کے نزدیک بیٹھے رہیں۔ کے لئے کی درخواست پر استھن ملازم گرجانے کی خیال دیدیں۔ اور کہا کہ پولیس اسپکٹر نے اچھی طرح جھان بن کرنے کے بعد اپنی روپورٹ مکمل کر لی ہے۔ اور صاحبِ موصوف باسنگ اسٹورٹ والیں چلے گئے ہیں۔ اور لاش برے پادری ہی کے مکان میں تائیصلہ اٹھا کر رکھدی گئی ہے۔ لیکن کیا میں تمہارے ساتھ چلوں؟ مگر یہ دونوں اُسکی درخواست کو نامنظور کرتے ہوئے۔ گرجا کے برے دروازہ پر پہنچے۔ جسے کھول کر وہ مقدس عمارت سے گذر کر اندر ونی کمرہ میں جا پہنچنے لے یہاں آکسفورڈ کے طالب علم نے ہندوستانی پولیس فیسر کو زہانی گئی عکت دی

طبعیت کے خلاف اور ظاہر انام ممکن کام اس کے سامنے نہیں مل گی تو پھر  
وکھانا اس کی بہت مرداش کے خلاف تھا۔ کیونکہ کام سخت مشکل اور  
پیچپیدہ تھا۔ اس لئے اب وہ اس فکر میں تھا کہ کوئی ایسی صورت ہو  
کہ پادری لانگڈن پر آیج نہ آوے۔ اور پیر اسرار قاتل کبھی گرفتار ہو جائے  
یقین ہے؟ ”عدو شود سبب خیس ر گر خدا خواہد۔

اسٹورٹ۔ اپنے مگرہ سے پاہر نکلا۔ تو اس نے شیشی بیل پاؤں والے  
اول ہال میں راڑر کو صبح کی واردات کے بعد پڑھ مردہ اور خاموشی  
کی حالت میں بیٹھے دیکھا۔ جو کہ اپنے اس چھپرے بھائی کو دیکھ لکھ دلت  
محظوظ ہوا۔

راڑر۔ آئیے میاں اسٹورٹ صاحب۔ والد عماحب تو سورہ ہے  
ہیں۔ اور مجھے ڈر تھا کہ شاید عص کی وقت آپ لئے ورنی کو دیا ہو۔ مگر  
ہال آؤ۔ اب ہم ذرا ہیمل کر اس قتل کے بارے میں ذرا خور و خو غشن  
کریں۔ جس کی تحقیق کے واسطے میں جانتا ہوں کہ آپ بھی مستعد ہوئے؟  
اسٹورٹ۔ نوجوان کی اس گفتگو پر سکرا کے نہیں۔ بالکل تو ایسا  
نہیں۔ ہاں کہے بغیر نہ رہوں گما نہ ایک حد تک میرا پیشہ مجھے  
مجبو ر کر رہا ہے۔ کہ میں ذر اکہ جاد مقام واردات کو پھر جا کر دیکھوں  
کیونکہ اب تو یوں کبھی اپنی کھار دوائی کر کے چلی گئی ہو گی۔ مگر خدا  
معلوم گر جئے کی کنجیاں مل سکیں یا نہ؟ میں اپنی طرف سے تو کوئی توقیع  
آئھا نہ رہوں گا۔“

اگر تم اس کو پہچانتے ہو تو مجھے تبلاؤ۔  
 راڈرگ۔ مدد کرنے کے شوق میں کھڑکی سے باہر جیا لگا۔ اور جلدی ہٹ آیا اور کہا کیا میں اس کو نہیں جانتا؟ یہ تو فرانسیسی نواب ڈی۔ گورن ہے جو قلعہ لان کلور میں آکر رہا ہے۔ اور اس وقت کچھ ڈھونڈ رہا ہے اسٹورٹ۔ لاپرواہی سے مجھے بھی ایسا ہی خیال ہوا تھا آؤ دیکھیں وہ اپنی تلاش میں کامیاب ہوا یا نہیں۔ پھر وہ دونوں پروہ کی آڑ سے لان بنے قد نواب کیزو نیلے زنگ کا نفیس سوت پہنے ہوئے تھا) تاکتے رہے۔ جو قبروں میں سے ادھر اُدھر پھر رہا تھا۔ اور کبھی کبھی جھجک کرے اس گھاس کو ہاتھ سے ہٹاتا تھا۔ جو قبروں کے درمیان خالی جگہ پر اُگی ہوئی کھتی۔ چونکہ گھاس ذرا الابی کھتی۔ اور جس کو بولیں اپنی دوران تلاش میں روندھی کھتی۔ نواب کو کچھ ہاتھ نہ آیا۔ تو وہ تھک کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے اردو گرد و سیخنے لگا۔ اور ہر اسٹور نے خنکی سے اپنے ڈل میں کہا خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر اب تو وہ اپنی تلاش کو ختم کرتا اندر آتا ہے اور ہر اڈی نے آہستہ سے کہا "جہاں تک میرا خیال ہے وہ ایک شوقیہ سراغ رسائی کرتا ہو اس علوم ہوتا ہے۔"

اسٹورٹ۔ اور جس میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہئے۔ میں نواب ڈی گورن سے جان پہچان کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہ احاطہ میں کھلنے والے دروازہ سے جسے پولیس نے دیسے ہی چھوڑ دیا تھا۔ قبل اس کے کہ نواب مر ڈکر روانہ ہو۔ انہوں نے اُسے جالیا۔ اور جس نے دروازہ

جو سیدھا اول رس محابی مقام بیدھیا رجہاں کے اس کو ویہا نی پوئیں  
 والے نے جانے دیا تھا۔ اور پھر وسط میں کھڑا ہو کر آہستہ آہستہ اپنی  
 لگتا ہیں ہر چیز پر دوڑا نے لگتا۔ اول اس نے اس دروازہ کو جانچا جو  
 احاطہ میں کھلتا تھا اور جس کی راہ سے مرحوم پادری اندر آیا تھا۔ اور  
 جس کے اندر سے چینی لگی ہونے نے واردات قتل کو اور زیادہ پھیپھی  
 اور پڑا سر اربنا دیا تھا۔ اور اس کرم خور وہ لکڑی کے صندوق کو دیکھا  
 جس میں گرجا کے لمشی کے پیرٹے اور کتابیں تھیں اور پھر نزدیک ہو کر  
 اس نے اساری کیا دروازہ کھولا۔ جس میں اس کو کھوئی پڑنے ہوئے  
 تھے اہدا نہ چوغے اور دیگر انہیں کے متعلق پیرٹے اور تبرکات پیٹے نظر آئے  
 اسٹورٹ نے ہر ایک چیز کو اٹھا کر دیکھا۔ خانے کھولے۔ اور  
 بند کئے۔ پھر لیکا ایک ساکت۔ ایک دو منٹ تک فرش کی طرف دیکھتا  
 رہا۔ اور پھر راڑر کی طرف گھوما۔ جس نے پرانشیاں لہجہ میں  
 پوچھا۔ کیا بیکھھے ملا؟ ”

اسٹورٹ بھی۔ ابھی سراغ ہنیں ملا۔ یہ کہکروہ الماری سے ہے اور  
 خون کے داعغ کی جگہ کو جودھو دی گئی تھی۔ مگر نشان باقی تھا اپنے  
 قدموں سے ناپنے لگا۔ اس کی بیماش کرنے میں اُسے ایک کھڑکی کے  
 پاس سے ہو کر گزرنایا تھا۔ جہاں وہ ذرا جھوکا۔ مگر جب پوری جگہ  
 اپنی تو اپنی قیص کے کف پر کچھ یا وداشت لکھتے ہوئے آہستہ سے  
 بولا۔ راؤسی باہر احاطہ میں کوئی آدمی ہے۔ ذرا چھپ کر دیکھو۔ کہ کون ہے

اگر ناگوار خاطرنہ ہو تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا وہ کیا کام کھانا ہے،  
نواب میں قائل کے نقش قدم دیکھتا تھا۔ کیونکہ جلدی میں پولیس  
نے بہت سی چیزوں نہیں دیکھیں شاید میں ان کی غلطی کا کچھ تصریح  
لگاسکوں۔

اسٹورٹ۔ فوراً سمجھ گیا کہ نواب اس کو اڑنا چاہتا ہے۔ کیونکہ  
بارش بالکل ہونی ہی نہیں رکھتی۔ اور زین بالکل خشک رکھتی۔ تو آپ  
کہا یہ خیال ہے کہ کوئی غلطی ہو گئی ہے؟

نواب نے اپنی پُرفریب آنکھیں اوپنی کر کے جواب دیا۔ نہیں میں  
اس قدر دوڑنہیں جانا چاہتا۔ میں تو سرف اندر ولن کرہ سے آیوا لے  
کے پاؤں کے نشان دیکھتا تھا کہ اگر کچھ پستہ چل جاتا تو یہ عمّہ عل ہو جاتا۔  
اسٹورٹ نے اس جواب کو خاموشی سے سننا۔ مگر اس کی مشتاق  
آنکھیں کہہ رہی تھیں کہ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہے۔

نواب۔ جناب کو مجھے مسٹر لائلن ٹرینینگ ہم کی خدمت کرنے کیا کوئی  
اعزاز یا فخر حاصل نہیں ہوا ہے اور جسے ایمانا میں بہت چاہتا ہوں  
میں تو اس کو شش میں کھا کہ کسی بد معاش کے پیر کے نشانات  
لمجا نہیں کہ مجھے میری محنت کا اجر ملے۔ اور یہ ظاہر ہو جا دے کہ قائل  
گر جائیں تکلیف دالے دروازہ سے نہیں بھاگا۔

راڈرک۔ سچد اگر ایسا ہے تو کیا بات کہ اس کے پیچے بھائی نے  
ایک بے صبری کی لگاہ سے اُسے خاموش کر دیا۔

کھلنے کی آواز سن کر پتھر پتھر کر اپنی گرفتار بہسکین صورت سے جسپر رب علامات عیاں کرتے۔ دیکھا۔ جبکہ اس کی صورت سے وہ غور و فکر نہ ملنا ہر ہوتا تھا۔ جو اسٹورٹ نے اندر دنی کمرہ کے کھڑکی سے دیکھا تھا۔ نواب۔ اسٹورٹ کو یک طرفی بھگاہ سے دیکھتے ہوئے بولا۔ آہ مسٹر راؤ رک تم مجھا یے پر اشتیاق شخص کو دیکھ رہے ہو جس پر اس قتل کی واردات نے بیداری کیا ہے۔ مجھے اس جائے واردات کے شوق نے مجنون کر دیا ہے۔ اب میں یہ سن کر کہ پولیس اپنی کارروائی کر کے چلی گئی ہے میں خود اپنی طور پر اس معہم کے حل کرنے کی کوشش میں یہاں آیا ہوں۔

مکر جانے کا ظالم نے نزا لاؤ ڈنگ لکا لہ  
سبھوں سی پوچھتا ہے کسne اسکو مار لاؤ الہ ہے

راڈرک۔ ذرا ممتازت کے لامبے میں کیا آپ مجھے اپنے ان پھیرے بھائی مسٹر اسٹورٹ جو بنگال کی پولیس میں معور ہیں آپ سے تعارف کرنے کی اجازت دیں گے؟،

اس کے بعد دونوں عساجوں نے ایک دوسرے سے معاون کیا نواب بطریق زمانہ سازی کو روشنات بجا لایا۔ اور اسٹورٹ نے ذرا اس سے زیاد جھگک کر ادب سے اس کا جواب دیا۔

نواب۔ ذرا مسکرا کر مسٹر اسٹورٹ آپ شاید میرے اس شوقیہ کام پر ہنسیں گے۔

اسٹورٹ۔ بنستے ہوئے کیا مجال میں اسی یہودہ حرکت تو نہ کر سکوں گا۔

اندر و نی کمرہ کے دروازہ پر نمودار ہو اور کہا کہ کھڑکی کو زبردستی سے  
کھولنے کی کونی علامت نہیں معلوم ہوتی۔

## سوال باب چارلی ہمیسٹ کام شروع کرتا ہے

یہ وہ جگہ ہے کہ آفت پہنچت آتی ہے یہ وہ جگہ ہے کہ شامت پہنچات آتی ہے  
اس قابلِ یادگار اتوار کے دوسرے روز کی صبح کو جب کہ ہارست  
لاک جنگل درجہ پیل ہرست گاؤں کا دوسرا نزدیکی ہمہ سایہ تھا، کی غیر  
لطف تہذیب میں اس گاؤں کی داردات قتل و شور و غل کا کچھ اثر  
نہ پایا جاتا تھا۔ بلکہ ویسے ہی ہمیشہ کی طرح خاموش تھا۔ اگرچہ تعین  
وقت قریب کے پھولوں سے (جن کی خوشگواری میک نے ایک عجیب  
ہی لطف پیدا کر کے دماغ کو معطر کر رکھا تھا) بلبل کی ولکش آواز نہیں  
دیکھاتی تھی۔ محافظت کے جھوپڑے کے نزدیک میدان میں جو مرغی  
خاتے تھے ان کی مرغیوں نے دجن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اب  
جمبول نکال دیے تھے اور جوتا رکے محفوظ جنگلوں میں بے ڈراپنے  
نئے نئے پیارے پھلتے پھولتے بھول کو جو دراصل تیتر کے پیچے تھے  
چکار ہی کھیں۔ اور پیچے آزادی سے اور ہر آدھر وڑتے پھرتے تھے۔  
قریب کی ایک جھاڑی میں چندوں دیوانہ وار اپنی بھلی آواز میں اپناوں

اسٹورٹ میں آپ کی رائے سے منفق ہوں جو صاف ظاہر کرتی ہے (گوئیں خود مسٹر لانگڈن سے واقع نہیں) مگر یہ میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کو اس کی خاطر متظور ہے۔ لیکن افسوس آپ اپنی تلاش میں کامیاب نہ ہوئے

نواب پُر دروازہ میں یہ سخت نامیدی ہے۔ جو مجھے رنج دیتی ہے۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی ٹوپی سنبھالی۔ اور اس کھڑک کی نماوروازاں سے اپنے قلعہ کی سڑک پر ہولیا۔

اسٹورٹ نے اپنے خیالات میں مستفرق ایک چڑھتی زکالا۔ اور اس کے سلگنا نے میں دیا سلامی پرد یا سلامی جلانے لگتا حتیٰ کہ نواب نگاہ سے غائب ہو گیا۔ اور جب اس کو پورا لقین ہو گیا۔ تو حجت جس طرح نواب کر رہا تھا یہ بھی اسی طرح قدموں سے ناپنے لگا۔ اور رادی اس کو میں مدد دیتے لگا۔ مگر جب دیکھا کہ زمین تو پھر کی طرح سخت ہے اور ان کی کوشش راستگار جانتی ہے تو اس نے آخر را ذرک سے کہا میرے خیال میں اس فضول کام کے علاوہ تم مجھے کچھ اور بھی مدد دے سکتے ہو زر اندر دنی کمرہ میں جا کر دیکھو۔ کہ دہاں کھڑک کی کے زبردستی کھو لئے کے کوئی نشانات ہیں۔ یہ سننے ہی رادی اور صدر دوڑا گیا۔ اور خود اسٹورٹ پھر اور صدر دھونڈھنے لگا۔ کہ آخر اس کا ہاتھ ایک چمکتی ہوئی چیز پر پڑا۔ جس کو اس نے بغیر دیکھے بھاٹے اپنی واسکٹ کی جیب میں ڈال لیا جبکہ عین اسی وقت را ذرک

دروازہ کھولا اور انہیں چارلی کو ڈھکیل کر پھر اندر سے دروازہ کو مغل کرو دیا جس میں غنیمہ کی احتیاط سے کام لیا گیا تھا کہ قتل کے منہ پر بھی وہات کا کسانی دار مکڑا لگا ہوا تھا۔ جو ہی کو دیانے سے سبھ جاتا۔ اور پھر اپنی جگہ آ جاتا تھا۔ لوگوں نے دیا سلائی جلانی اور دو لمب تیز روشنی کے جلانے لگا۔ لوگوں تو ادھر پہنچانے میں مشغول تھا۔ اور ادھر چارلی التعجب سے اپنے ارد گردنی پر ہوا تھا پیچا رہ چارلی یہ سن کر تعجب نہ ہوا تھا کہ اس کی ماہ گذشتہ کی آرام وہ تو کری کا خالمتہ غنیمہ ہے۔ اور وہ ماہوار رقم جو اس کی بوڑھی والدہ کو ”برڈ ذمیٹ“ بھیجے جاتے تھے۔ جس کا بڑا حصہ وہ شراب کی نظر کرتی اور اصل کمائے ہوئے نہ تھے۔ اور اس سے اس بات میں کوئی شک نہ تھا کہ حضرت لوگوں سے اس بات کی امید نہ رکھنی چاہئے کہ وہ اب تیس روپیے یاد و اشتنی ماہوار اس کی غریب والدہ کو بھیجے گا۔ کیونکہ اس معمولی کام کو وہ محس ان بلڈاگ کتوں سے جو دن رات جھلک میں پھرا کرتے تھے بخوبی لے سکتا تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ مزا آتا ہے جیسے کا نہیں

لیوے احسان کبھی کوئی کہیں کا نہیں

وہ لپنی اول نگاہ میں نہ معلوم کر سکا کہ اس سے پہاں کیا کرتا پڑیا جب کہ عرف ایک مصنفو ط میز کھرداری دیوار کے پاس رکھی تھی۔ اور اس پر مختلف اقسام کی چیزوں پر ہی پڑیاں اور بندل رکھے ہوئے تھے

جب وہ گٹھری جل کر راکھ ہو گئی اور بچھتے ہوئے انگاروں میں بلکئی تو اس نے تسلی سے وست پناہ کو ایک طرف رکھ دیا۔ اور ایک پُر فن مسکراہٹ سے چارلی کی طرف مخاطب ہوا۔

لومکس۔ و بچھو اپ ہوا صاف ہو گئی۔ اور اگر صح پوچھو تو وہ بدبو جو چمنی کی راہ غائب ہو گئی ہے تمہاری روزی کا سبب ہونی بھتھی اب تک تمہاری والدہ مسز ہیکیٹ نے اپھی طرح منے ڈالائے ہیں مگر اب تم کو ذرا محنت اور جانفشاںی کرنی پڑے گی۔

لو آؤ۔ میرے ساتھ آؤ۔ تابعد ار چارلی اس کے پچھے ہو لیا وہ ایک بچھتے چھتے ہوئے راستہ سے گذر کر جھوپڑے کی پچھلی طرف جا پہوچنے۔ جس کے دوسرا سرے پر ایک بچھتے مگر زمانہ کے ہاتھوں ستایا ہوا مکان تھا۔ جو شاید غلم کے گودام کا کام دیتا ہو۔ لیکن فی الحال تو وہ کسی اور کام کے واسطے استعمال کیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس کی کھڑکیاں درودندان سب غائب رکھتے۔ اور ان سب کی بجا ایک بڑا سوٹا مستبوط شیشم کا دروازہ لگا ہوا تھا جو اس قدر تنگ تھا کہ اس میں سے ایک آدمی بمشکل گذر سکتا تھا۔ اور جس کی یہ سب ارادتا حتیا طیں صفات ظاہر کر رہی تھیں کہ باہر سے و بچھنے والے کو اندر کیا حال کسی حالت میں بھی نہ معلوم ہونے کے واسطے یہ بندشیں کی گئی ہیں۔

لومکس نے جیب سے ایک نئی اور عجیب ساخت کی کنجی نکال کر

لے چار لی کوہہت اور جیرانی میں شر ہئے دیا۔ اور جس سے وہ سمجھ گیا کہ اس پر اب جملہ کوئی نئی آفت آئیوالی ہے۔

نام کا میرے ہے جو وکھ کہ سما کو نہ ہوا

کام میں میرے ہے قندہ کہ جو پر پانہ ہوا

جس وقت چار لی ان پر یوں اور بندلوں کے سب روای کا نہ تا

ایک طرف کو نہ میں جمع کر چکا تو لوگس نے آگے پڑھکر اپنے دونوں

بچپن می ہائے اس کے نازک کندھوں پر رکھ دئے۔ اور کہا کیوں بیٹھا

کریا یہ ایک چھوٹی سوئی نایش نہیں ہے،

چار لی (خوب زدہ ہو کر لڑھی آونز میں) ہناب میں کچھ نہیں جاتا اور

نہ اس کا کچھ نام رکھ سکتا ہوں۔

لوگس سگر تم اس قدر ہو شیار ہو کہ سوچکر اچھا تیجہ لکال سکتے ہو۔

چار لی۔ سو اے اس کے پیں اور کہا کہہ سکتا ہوں کہ ایک تو تصویر اپناء

نے سما کیمہ ہے اور ایک چھاپا خاتہ شاید آپ کوئی تصویر دار رسالہ

نکالنا چاہتے ہیں لے اس وقت لوگس کے ظاہر خلگی کے آثار بتا رہے

تھے کہ دوپہار جواب مانگتا ہے۔ اور چار لی نے انکار کر کے اس کو اور

پر غصہ کرنا چاہا موجہت جس طرح نیا جواب دیدیا۔

لوگس نے خلگی سے اس بچپنے کو وھکارے کر ایک طرف

کرویا۔ اور کہنے لگا ہواہ روی سماوگی گویا کچھ جاتا ہی نہیں۔ گویہ مجھے

خوب معاوم ہے کہ بولڑھا جان کچھ ایسے اعلیٰ دماغ کیا آدمی نہ سمجھا

جنہوں نے اسے خانی پالوں والے گاڑی بیان کو وہ بھاری صندوق لانا یاد دلایا۔ جو اُس کے جنگل میں پہونچنے کے دوسرے ہی روز آیا تھا اور جو بہت بڑا ہوئے کی وجہ سے چارلی جب سو گیا تو رات کو کھولا گیا تھا۔ کہ جس کا چارلی کو کبھی خیال نہ گزرا تھا۔ اور حسکو دیکھ کر راڑک پاسٹ کو اس کاراز دریافت کرنے کا شوق چرا یا تھا چارلی کی مشتاق آنکھوں نے ابھی ایک سیرھی کو دیکھا تھا۔ جو بالا خانہ کے کمرہ میں جانے کو بنائی گئی تھی۔ کہ جسفلو مکس نے (جس نے اب ہر دو لمپ روشن کرنے تھے) اس کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

لو مکس۔ چارلی ادھر آؤ۔ مجھے ان بندلوں پر بیلوں کے کھونے میں مدد دو۔

چارلی میز کے قریب گیا۔ اور حسب الحکم ان بندلوں اور پر بیلوں کو کھونے لگا جو اسے تباۓ گئے تھے۔ جبکہ خود لو مکس دوسروں کے کھونے میں مشغول تھا۔ یہاں تک دونوں کی لگاتار محنت نے میز پر ایک اچھا خاصہ نمائشی ابنا رکھا دیا۔ اور جس سے ظاہرا ان کا کوئی تعلق یا لگاؤ نہ معلوم ہوتا تھا۔ مثلاً ایک بڑھیا القویر اتار نے کامرہ پاٹھ سے چلانے والا ایک پریس۔ (چھاپا خانہ) تیزاب کے بھرے ہوئے کئی بیام نقل کرنے کے سیکڑوں کا غذتا بنے کی پتلی چادریں سئی فشم کے چھوٹے چھوٹے لکڑی کے ملکرے اور مختلف فشم کے نیز خوبصورت اوزا تھے جو چارلی نے کبھی پہلے نہ دیکھے تھے۔ لو مکس کے پر غصب نقش و نگا

کسی اور کو تلاش کر لیں۔

پہ معاش لوکس بھیلان باتوں کو سب برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے یہ سن کر ایک بیاسائس تھیپا۔ اس کے ہونٹ فولادی چوبے وان کی طرح مل گئے۔ اس کے چہرہ پر سیاہ خون دوڑ گیا۔ اور وہ یعنیکا یک فصلہ میں کاپنے لگا۔ اور سیدھا گھر ترا ہو کر اپنے باغی مددگار کو گھوڑے نے لگا۔

اس کی یہہ حالت و بھلکر چارلی، اپنا جھنگڑ، تو بھول کیا اور خیال کرنے لگا کہ کہیں وہ بیو ش ہو کر اس پر نہ گر پڑ۔ مگر لوکس اپنی اس حالت پر جلد غالباً بیٹھا۔ کتنے کی طرح بھونکا۔ اور دن سو روں تک بھول کر بولا اچھا تو تمہارا یہ سلاپ ہے۔ مگر تم کو معلوم رہے کہ میں نے سیاڑوں اس سے بھی نہ ایڈ و سخت حالتوں کا۔ تھا بلہ کوئی کے ان کو زد اسی دیر میں رانم کر دیا ہے۔ اور میں تم کو جیا آہوں کہ تم اپنی صند پر چھپا کر گئے۔ اور ابھی دوسرا گھبٹ گانے آگوئے۔ اول تو میں تم کو خوب مار دیں گا۔ اور الگ اس سے بھی تم پر کچھ اثر نہ ہوا تو تمہارے پاؤں کو گرم ہو ہے کی سلامت سے داغ نہ گئے۔ اور آنا کہنے کے ساتھ ہی اس نے جھبٹ کر چارلی کے گوٹ کا کالر اس زور سے پکڑ دیا۔ اس سے چارلی کا گوٹ نہیں گیا۔ اور اس کا گورا بد ان و مسینہ شکا ہو گیا جسے جھبٹ پٹھ چارلی نے چھپا لئے تھی کو شست کر۔ پر جسے سود جبکہ وہ دیوار ادھیرت زرد ہو پیچھے مہٹ گیا۔ اب کہا خند اونہ اپنے کیا رہا۔

اپنے بھروس اور دُھانے کی چیزوں کے سروں اور کچھ نہ جانتا تھا۔ مگر چارلی میں تم نہوں ایسا کوڑہ مغز خیال نہ کرتا تھا۔ کہ تم اس انبار کا مطلب نہ سمجھو گئے۔ اور سامنہ ہی جھکا کر بلندی سے چارلی کے کان میں کچھ کہا۔ اور پھر سید صاحبڑا ہو گوئے اپنے آن نفطلوں کا اختر دیکھنے لگا۔ سبے اول جس چیز نے چارلی پر قبضہ کیا وہ ایک ہلکا گلبامی سرخ زمگ بھا جو اس کے گناہوں اور سبب چہرہ پر دوڑ گیا۔ دوسرے اس کے نازک ہوتے ہتھ نظر آئے۔ اور تم سرے بدلا لینے کا خیال چنتے کہ فوراً کمزور نوجوان چارلی کو اس طرح کہ دو دھ میں روٹی بھوپال جاتی ہے۔ اگر پورے آدمی کے فد کا نہیں تو، س تھے بھوٹا بھی نہیں بنادیا۔ کیا تم مجھے یہاں اپنے اس کام کی مدد کے واسطے لائے ہو؟،

لوگس۔ باں اب تم طلب پر پوچھئے۔ اور ایک دم لال آنکھار ہو گر پہنچا تھی چراہا لی۔ اور بھوپال تان ہیں۔ جسے بچارہ چارلی دیکھ کر سکتا پس گھینٹا۔

چارلی۔ تو نب پس جنسا کہ تم چاہتے ہو نہیں کروں گا۔ ہاں میں اپنے بزرگ سباپ کو اگر دھ مجھے مدد کا خواہ ہوتا تو دتیا۔ کیونکہ وہ بچھے پدری سخت سے پیار کرتا تھا۔ اور میرے آرام کے لئے اپنے بچان کو تکنیت میں ڈالتا تھا۔ لیکن انبارے ایسے ایک جنپی شے واسطے نہیں۔ کبھی نہیں۔ خواہ میری بوڑھی والدہ کو تخلیف ہیں جوں نہ آٹھانی پڑے۔ پس جناب عالی آپ اس کام کے واسطے

کا پہلو لئے ہوئے تھیں کیونکہ قلعہ لانگلور کے فی الحال اجنبی رہتے  
واٹے نے چوری کو جس کا کہ وہ خود بھی ممبر تھا، بجائے اچھا کہنے کے  
بہت سچھ آن کے خلاف کہا تھا۔ وہ غالیشان عمارت جس میں وہی  
واعلیٰ آتے رہتے تھے۔ اور شریف انسف بوڑھا سر جارہ ڈینگھم  
رہتا تھا۔ اب ایک نوٹہ شریور ہی تھی۔ اور اس میں بجائے شرفیوں  
کے تمام پرویزی کیتے۔ بد ذات۔ اور پچے آدمی بھرے ہوئے تھے  
ان نام باتوں کے بجائے بھی جب حکام اپنے دے ہوئے چشم  
کو نسوخ کرنے کو۔ اضھی ہوں اور جہاں پچھے پوچھنے کی کوئی ضرورت  
نہ ہو۔ اور خود گاؤں کا ہر ایک آدمی کہ کہ وہ مددوہ بالا شخص کو  
اچھی طرح جانتا ہے۔ اور ساتھ ہی پہہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ  
اس کا کوئی دشمن بھی ہو اپنے سے اچھے گاؤں میں بھی ضرور چند  
متعصب لوگ پائے جاتے تھے۔ اور پھر شروع ہی سے اسی ذات  
کی کارروائی معزز نہ تھوں یہ نہ تھی۔ اور جب تک اعلیٰ حاکمیت میں  
کہنہ دہ نہ ایسا کچھ انصاف نہ ہوا۔ اور جس کسی نے یہ الزام سنایا کہ  
جھرت نہ ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر سب کا کارروائی  
صرف گواہوں پر ہوتی تو ضرور تھا کہ پادری لانگلدن ڈینگھم پر قتل  
عد کا جرم لگ جاتا۔

پولیس کو یہ اچھی طرح یقین ہو گیا تھا کہ ہزار ہو پر وہ آدمی قابل تھا  
اور اس بات کا کوئی ثبوت نہ تھا کہ مرحوم پادری اور لانگلدن غمباوت

ہے۔ یہ توڑ کی ہے۔

اوھر چارلی کچھ جواب تو نہ ویسا کامگزار و قطار روئے لگا۔  
جس کے پر جوش آنسوؤں نے گھر طی بھر کو اس بیرحم کو بھی نرم  
کروایا۔ مگر وہ سمجھتے بھلا ایسا نرم کب ہونے کو تھا کہ اسے چھوڑ دے  
لیکن اس نے جلدی بالا خاشہ کی سڑھی کی طرف اشارہ کیا۔ اور  
تھکانہ لہجہ میں کہا اس پر چلی جاؤ۔ میری خاتون۔ تم کو اب مختلف سلوک  
کی ضرورت ہے۔ جس کے پانے پر یقین ہے کہ تم سنپھل جاؤ گی۔ درد  
کئی طریقے ایسے ہیں کہ عورت توں کی غند بہت جلد توڑ بجا سکتی ہے  
لیکن تسلیم مجھے امید ہے کہ تم مجھے ویسا کرنیکا موقع نہ دو گی۔ یہ کہکش  
سر کو ذرا جھکایا۔ اور چلا گیا۔ لیکن باہر در دزدہ میں قفل لگاتا گیا۔

سبر کرتے ہی بنے گی غالب  
را قعہ سخت اور جان عزیز

## گیارہ صوال باب

(پڑھایا ہوا طوفان)

رذہ متابے دل زار کو آزار نیا      ذی ہنر جو ہیں وہ بکار نہیں رہو ہیں  
پل ہرست کے کھاں پادری کے قتل کی تفہیش ختم ہو گئی  
تحتی اور حوصلات طور پر اس محبت بھرے مشہور غاندان ٹریکیم